میرے مرشد — میرے مربی — میرے راہبر

علامہ پیر خواجہ محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیبِ سجادہ دربارِ فیضبار نیریاں شریف آزاد کشمیر

مختصر اجمالی تعارف

بریگیڈیر محمد طارق صدیقی

صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

غوثِ زماں، سلطان نیزی
خواجہ حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صاحبزادہ نور العارفین صدیقی صاحب

صاحبزادہ سلطان العارفین صدیقی صاحب

اقرار و تسلیم

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھے مرشدِ کریم حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ جیسی عظیم ہستی کی نسبت نصیب ہوئی۔ اور آپ کی ہی اجازت سے میں یہ کتابچہ مرتب کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ میں شکر گزار ہوں۔ صاحبزادہ سلطان العارفین صدیقی صاحب اور خلیفہ محمد انیس صدیقی صاحب کا جن کی راہنمائی مجھے ہر قدم پر حاصل رہی۔ اس کے علاوہ میں ظہیر اختر صاحب کا ممنون ہوں۔ جنہوں نے ٹائپنگ کی ذمہ داری بطریق احسن ادا کی اور میں اپنی رفیقہ حیات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے قدم بہ قدم اس کاوش میں میرا ساتھ دیا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ مرشد کریم کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور ہمیں اُن کے فیوض و برکات عطا فرمائے۔ اور مرشد کریم کے طفیل نبی پاک ﷺ کی زیارت اور مدینہ پاک کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثمہ آمین

بریگیڈئر محمد طارق صدیقی

عیدا پرنٹنگ پریس 041-2622925

0321-7611417

حق کا سفر۔ سفر بمنزل

31 مئی 2014ء کا وہ ایک یادگار دن تھا۔ راولپنڈی سے راولاکوٹ ایک ڈیوٹی/ ایکسرسائز کیلئے روانہ ہوا۔ پروگرام کے مطابق مجھے راولاکوٹ اور باغ جانا تھا۔ ابھی میں راولاکوٹ پہنچا تو دل نیریاں شریف کی آواز لگانے لگا۔ بس پھر کیا تھا۔ راولاکوٹ میں کام ختم کیا اور نیریاں شریف کی جانب عازم سفر ہوا۔ سُنا ہوا تھا کہ نیریاں شریف ایک مردِ قلندر نے آباد کیا ہے اور اب اس کی حفاظت، ترقی اور سربلندی کا ذمہ جس مردِ حق کے پاس ہے وہ نہ صرف ولی کامل بلکہ انسانیت کی معراج، علم وحکمت کے آفتاب اور اس پُر آشوب زمانہ میں راحت دل اور سکونِ جان کا پیکر ہیں۔ ایک دو مرتبہ حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو النور ٹی وی پر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا تو اس جاذب نظر/ چہرہ شخصیت کے سحر نے اور آپ کے پُرکشش اور دل سوز بیان مثنوی روم نے گرویدہ کرلیا۔ دل چاہتا تھا کہ کاش ملاقات ہو حضرت صاحب کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ آپ برمنگھم میں قیام پذیر ہیں جب میں راولاکوٹ سے نیریاں شریف کے لئے روانہ ہوا تو دل میں یہی خیال تھا۔ کہ آپ کے والد گرامی اور مُرشد حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر دعا کروں گا۔

نیریاں شریف کی کشش مجھے کھینچتی جارہی تھی۔ راولاکوٹ سے آگے چونکہ سڑک زیر تعمیر تھی اسلئے بہت زیادہ ٹوٹی پھوٹی تھی۔ میرے ہمسفر آفیسر نے بھی راستہ کی دشواری کا ذکر کیا مگر دل تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا کہ آج ہی جانا ہے۔ راولاکوٹ میں کچھ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ پھر کبھی چھٹی لے کر آئیں۔ اور ہجوسہ میں قیام کریں اور وہاں سے پھر نیریاں شریف کا سفر آسان ہوگا تمام تر مخالف مشوروں اور وسوسوں کے باوجود میرے اللہ کا حکم تھا کہ قسمت کا در کھلا ہے اس لئے اس پتھریلے راستوں کی پرواہ کئے بغیر حق کا سفر جاری رکھا جائے۔ دوپہر تقریباً 2 بجے کا وہ خوبصورت لمحہ تھا جب ان آنکھوں نے نیریاں شریف کے خوبصورت نظارے سے ٹھنڈک پائی۔ ظہر کی جماعت ہوچکی تھی۔ سب سے پہلے ہم نے حضرت پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کی اور صاحب مزار کو وسیلہ بنا کر دل کی مرادیں نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو ہاتھ اُٹھائے۔ کیا معلوم تھا۔ کہ یہ قبولیت کی گھڑی ہے یا صاحب مزار کی کرامت یا پھر قبلہ پیر صاحب کی نظرِ عنایت کچھ معلوم نہیں۔ مزار پر حاضری کے بعد نماز ظہر ادا کی۔ دل مسجد کی خوبصورتی، وسعت اور اس کی طمانیت کی وجہ سے بار بار گواہی دے رہا تھا۔ کہ وہ شخصیت کیسی پُر نور، خوبصورت، پُر سکون اور پُر کشش ہوگی جس نے اس کو بنوایا اور سجایا ہے۔ مزار اور مسجد سے تھوڑا اوپر پیر محی الدین اسلامی یونیورسٹی کی پُر شکوہ عمارت آپ کے حُسنِ ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو سامنے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ساتھی سے پتا کیا تو پتہ چلا کہ پیر صاحب تو برمنگھم میں ہوتے ہیں۔ یہاں ان کے صاحبزادے سلطان العارفین صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ اور لوگ ان سے ملاقات کو آتے ہیں۔ مشورہ کیا کیا چلو ولی کامل کے صاحبزادے ہیں تو ان کو ہی عقیدت کے نذرانے پیش کرتے چلیں۔ اسی ارادہ سے جب اس خوبصورت برآمدہ میں داخل ہوئے تو خلیفہ محمد انیس صدیقی صاحب سے ملاقات ہوئی تو اُن کی اس خبر نے دل کو گل وگلزار کر دیا۔ فضا میں ایک نئی خوشبوسی پھیل گئی دل کے دریچے وہ ہوا گئے۔ سفر کی تھکان جاتی رہی جب انہوں نے بتایا کہ حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ انگلینڈ سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہم نے ملاقات کی عرضی پیش کی۔ انہوں نے بغلی کمرہ میں جو شاید انہی کے استعمال میں تھا۔ اس میں بٹھایا اور انتظار کا حکم دیا۔ یہ انتظار کے چند منٹ گزر ہی نہیں رہے تھے۔ کہ وہ یادگار لمحہ آ گیا کہ محترم انیس بھائی پکڑ کر لے گئے۔ اور پیر صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ خوبصورت چہرہ، کمال کا اطمینان وسکون دل آویز مسکراہٹ، پُر انوار آنکھوں میں کشش، سفید رنگ کا لباس زیب تن کئے، یوں لگا جیسے وقت کے بادشاہ کے دربار میں آ گئے ہوں۔ عاجزانہ سلام پیش کیا تو فرمایا۔ کہ پہلے آپ نیچے جائیں۔ آپ سے ٹھہر کر ملاقات ہوگی۔ انیس بھائی نیچے کمرہ میں لے آئے اور پُر لطف لنگر سے تواضع کی۔ انیس بھائی سے ابھی ہم درخواست گزار تھے کہ صاحبزادہ

نورالعارفین دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے اور ان سے چند لمحات محبت کے ملے اس دوران آزاد کشمیر اسمبلی کے کچھ اراکین کا وفد ملاقات کو آیا۔ان سے فارغ ہو کر پیر صاحب قبلہ نے کمال شفقت کی اور وقت دیا۔حضرت کے قدموں میں بیٹھ کر یوں لگا جیسے یہی وہ منزل ہے جس کی تلاش تھی۔دل کی باتیں ہوئیں۔دل میں کوئی سوال اُٹھتا تو حضرت پیر صاحب خود ہی جواب عطا فرماتے جاتے اور ایسی شفقت فرمائی کہ بس جیسا کہتے ہیں دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔مگر صاحبِ کشف دل کی زیارت بیان سے باہر ہے۔دوران گفتگو عرض کی کہ نبی پاک ﷺ کے دیدار کی آرزو ہے۔

محبت کی معراج دیکھیں۔جواب میں ارشاد فرمایا۔میں تو حضور نبی پاک ﷺ کے دربار کا چپڑاسی ہوں۔ درخواست آگے کردیں گے۔حضور ﷺ چپڑاسی کی بھی کبھی کبھی سُن لیتے ہیں۔انکساری اور عاجزی کی انتہا ہے۔اسی دوران پیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے نبی پاک ﷺ کی بشارت سے شروع ہونے والے النور ٹی وی کے بارے میں بھی بتایا۔کہ برطانیہ بینک نے اسلامی چینل کے لئے بلاسود قرضہ دیا۔اور پھر مثنوی مولانا روم کے درس کا شروع کرنا اور صاحب کتاب سے آپ پیر صاحب کا مکالمہ کا ذکر، اسرار ورموز کی باتیں اور یہ کہ آپ نہ صرف نقشبندی سلسلہ کے تاجدار ہیں۔ بلکہ قادری اور چشتی سلسلہ کے بھی فیوض و برکات آپ کے ذریعے تقسیم ہو رہے ہیں۔حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کا ہاتھ تھامنا۔اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو جام محبت پلانا آپ کے ولی کامل ہونے کی دلیل ہے۔آپ دامت برکاتہم العالیہ کے طفیل تینوں سلاسل کے فیوض و برکات عام ہو رہے ہیں۔آپ ہی کے چشمہ فیض سے لوگ سیر ہو کر روحانیت کے جام پی رہے ہیں۔پہلی ملاقات کا دورانیہ کوئی 50 منٹ کے قریب تھا۔یوں لگتا ہے کہ یہ 50 منٹ میری 50 سالہ زندگی کا حاصل ہیں آپ کے قدموں سے اُٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔اس کیفیت کو بھانپ کر آپ دامت برکاتہم العالیہ نے کہا۔بریگیڈیئر صاحب اب آپ کی اور ہماری یاری ہوگئی ہے جو مرتے دم تک رہے گی۔اپنا قلم بھی

عطا فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ آپ سے ملاقات کے بعد یوں لگا کہ دل کے اضطراب کو جیسے سکون منزل مل گیا ہو۔ دل گواہی دے رہا تھا کہ آج ایک ولی کامل سے ملاقات ہوئی ہے۔ وہ ولی کامل جس کی مجھے تلاش تھی۔ وہ جو ہاتھ پکڑ کر منزل تک باحفاظت لے جائے گا۔ وہ جس کا ہاتھ پکڑنے کے بعد وسوسے دم توڑ دیں گے۔

بے سکون دل کو قرار آ جائے گا۔ مگر پنڈی پہنچا تو دل پہلے سے بھی زیادہ تڑپنے لگا۔ مگر یہ بے قراری دوبارہ ملنے کیلئے تھی۔ دو دن گزرے تو میں نے اپنی رفیقہ حیات سے کہا بہت دل چاہتا ہے۔ کہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بات کروں۔ انہوں نے فون کرنے کا مشورہ دیا۔ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ حضرت قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا فون آ گیا۔ یوں لگا کہ دل کے چراغ روشن ہو گئے میں نے عرض کی کہ حضور میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ فون کروں اور آپ کی طرف سے کال آ گئی۔ آپ مسکرائے اور حال واحوال دریافت کیا۔ میں نے عرض کی کہ جب سے آیا ہوں دل آپ کی طرف اٹکا ہوا ہے خوبصورت جواب عطا فرما کر دل بے قرار کو قرار عطا فرمایا۔ جب آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کا دل اپنے دل کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور درجات بلند فرمائے (آمین) حضرت پیر صاحب قبلہ کی اس بات سے اپنی قسمت پر ناز ہونے لگا اور دل مستی میں جھوم سا گیا۔

حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملنے کے بعد دل کی حالت بدلی بدلی سی تھی۔ تقریباً ایک ماہ بعد پروگرام کے مطابق آپ دامت برکاتہم العالیہ نے پنڈی تشریف لانا تھا مگر بے قرار دل اتنا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے دوبارہ 19 جون 2014ء کو اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ (جو پہلے ہی سے "نور" ٹی وی پر حضور مرشدِ کریم کو دیکھ اور سن کر ان کی عقیدت مند تھیں) نیریاں شریف کا سفر کیا۔ اور دوبارہ قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس ملاقات کے دوران آپ نے کمال مہربانی فرمائی اور ہم دونوں کو اپنی غلامی میں بیعت کر لیا۔ اور یوں ہمیں صدیقی قافلہ میں شامل ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ یہ کرم بڑا کرم ہے۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:۔ غزنی کا ایک دیندار گھرانہ جو غزنی کی مضافاتی بستی "مہاسن" کا رہائشی تھا۔ ملک محمد اکبر خان رحمۃ اللہ علیہ معاشرتی وقار بھی رکھتے تھے اور جاگیردار تھے۔ اور اپنے علاقے کے نمایاں افراد میں سے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ان کا دینی حوالہ اور زیادہ معتبر تھا۔ صاحبِ ثروت اور صاحبِ کرامت اس گھرانے میں 1902ء کا سال سعادتوں کا ابر بہار بن کر آیا اس سال اس گھرانے میں ایک بابرکت وجود کا اضافہ ہوا۔ سعادت مندی سے فیض یاب یہ گھرانہ جسے خدمتِ خواجگان کا اعزاز حاصل رہا تھا۔ نومولود کا نام غلام محی الدین رکھا گیا کہ آنے والا ہر بچہ محی الدین کا غلام ثابت ہوا۔

مراحل تربیت:۔ ماحول پاکیزہ ہوا اور پاکدامنی کا سایہ تنا ہوا ہو تو سعادت کی راہیں کھلنے لگتی ہیں۔ ابھی کم سن ہی تھے کہ نیک نام ماموں حضرت مولانا گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کی علمی سرپرستی میں آگئے۔ تربیت کے ابتدائی ایام گزرے تو دیگر علمی مراکز کی طرف توجہ ہوئی۔ مدرسے سے مدرسے کا سفر عیاں کرتا ہے۔ کہ خوب سے خوب تر کی تلاش طبیعت کا جوہر تھی۔ درسیات کی بنیادی کتابیں پڑھ لیں مگر طبیعت کی جولانی علم سے واردات کی طرف کھینچنے لگی۔ جذب کی دنیا آباد ہونے لگی۔ اور راہبر کامل کی تلاش مضطرب کرگئی۔ طلب صادق ہو تو درست راہنمائی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ اشارے ملنے لگے کہ پنجاب میں اس اضطراب کا مداوا ہے۔ مزید راہنمائی کے لئے حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ یہ وسعت آشنائی خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بائیس سال کی عمر میں افغانستان کی محدودیت سے برصغیر کی وسعتوں میں لے آئی۔ سفر کا رُخ متعین نہ تھا۔ مگر مقصود واضح تھا چہار جانب کا سفر تھا۔ مگر "آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں" اسی گردش میں ایک قافلے سے رابطہ ہوا۔ ارادہ سفر دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ راہروان شوق موہڑہ شریف کا ارادہ باندھے ہوئے ہیں۔ کہ وہاں ایک مرد قلندر فرد کش ہے۔ جو سب کا مطلوب ہے۔ معیت تو اس وقت امکان میں نہ تھی۔ غائبانہ حاضری کا فیصلہ کرلیا۔ ان مسافروں میں ایک آشنا

بلور خان بھی تھا۔ اس کے سامنے کچھ نقدی پیش کر دی کہ یہ امانت صاحب امانت کو پہنچا دی جائے۔ ہدیہ پیش کیا اور عرض کیا۔ "میری طرف سے حضرت باباجی صاحب کی خدمت میں یہ نذرانہ عقیدت پیش کر کے عرض کرنا کہ غزنی کا ایک مسافر آپ کی خدمت میں عاجزانہ سلام پیش کرتا ہے۔" بلور خان اپنے قافلے کے ساتھ حاضر دربار ہوا۔ مگر پہلی فرصت میں یہ نذرانہ پیش نہ کر سکا۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایک امانت تمہارے پاس تھی تو نے پہنچائی نہیں ہے۔ بلور خاں اس کوتاہی پر نادم ہوا۔ اور نذرانہ پیش کر دیا۔ مگر حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بصد اشتیاق فرمایا۔ "بیٹا واپس جا کر کہنا مجھے تیرے نذرانے کی ضرورت نہیں بلکہ تیری ضرورت ہے"۔

موہڑہ شریف کی حاضری: ۔ یہ روحانی رابطہ اور یہ دعوت محبت، شوق خوابیدہ کو بیدار کر گئی۔ اپنے ہم سفر پیر ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حاضری کا فیصلہ کر لیا گیا۔ عرس کا روح پرور سماں تھا۔ کہ یہ راہروانِ شوق وادی پونچھ سے پیدل ہی چل پڑے۔

آخر وہ منزل آ گئی ۔ جو منزل مراد تھی۔ دربار نقشبندی میں حاضر ہو گئے۔ عرس کی تقریبات میں شریک ہوئے۔ روح شاداب ہو گئی۔ تڑپ کر مہمیز لگی اور عقیدت کو معراج نصیب ہوئی۔ اب طالب و مطلوب آمنے سامنے تھے۔ غیرت کا حجاب اُٹھ گیا تھا۔ قیام مختصر تھا کہ عرس پر ہی حاضری تھی۔ مگر یہ حاضری دائمی موانست کا پیش خیمہ بنی۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مطابق ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بیعت کا پیمان باندھا اور رخصت ہو گئے۔

مرشد کریم نے الوداع کیا اور حسب حال پیش گوئی فرمائی کہ "جاؤ بیٹا! تمہاری دکان خوب چلے گی۔ مشرق و مغرب والے اس دکان سے سودا خریدیں گے"۔ چند روز بعد ہی یہ دعا تعبیر بن کر سامنے آ گئی۔ کاروبار چلا اور نفع بڑھتا ہی گیا۔ دوسرے سال عرس پر حاضر ہوئے۔ نذرانہ پیش کیا پھر دعاؤں سے نوازے گئے واپس لوٹے تو یہ امید مستحکم تھی کہ اس بار نفع کی شرح زیادہ ہو جائے گی۔ مگر معاملہ الٹ نکلا۔ جو کام بھی کیا بجائے نفع کے نقصان ہی ہوا۔ گھاٹا اس قدر تیزی سے نفوذ کرتا گیا کہ ساری رقم اسی خسارے میں چلی گئی۔ فرماتے ہیں۔ کہ کہاں اس قدر خطیر متاع

تجارت اور کہاں صرف ساڑھے تین سو روپے۔ حالات کی ناسازگاری اور معاملات کی الٹی روش نے مجبور کر دیا کہ یہ تگ ودو چھوڑ دی جائے۔ اور واپس غزنی چلا جائے۔ فیصلہ ہو چکا تو آخری بار زیارت کے لئے موہڑہ شریف کا راستہ لیا۔ نقصان کا بھی دکھ تھا اور ناکام لوٹنے کا بھی قلق تھا۔ حاضر ہو گئے رقم کی باثباتی کے گرداب میں تھے کہ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ بیٹا لنگر میں کچھ ضرورت ہے جو ہے وہ بھی شامل کر دو۔ ایک اضطراب آمیز قلق ہوا مگر نہ کہنے کی عادت نہ تھی۔ جو تھا پیش کر دیا اگرچہ اس محرومی پر قدرے پریشان بھی ہوئے۔ یہ مادی پریشانی صفائے قلب کی تمہید ہوئی ہے۔ آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ کسی نے دربار میں اطلاع کر دی۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا اور فرمایا یہ رقم کیا ہے۔ ہمارے ہاں تو تیرے لئے خزانہ بھرا ہے۔ یہ کہا تم دیدہ عاشق صادق کو سینے سے لگا لیا بس پھر کیا تھا قلب پریشان کو وہ منزل مل گئی جو آسودگی کا منبع اور راحتوں کا گہوارہ تھی۔

موہڑہ شریف میں قیام:۔ موہڑہ شریف طالب صادق کے لئے مرکز سکون بنا واپسی کا خیال بھی دل سے نکال دیا۔ اور ہمہ وقت لنگر خانے کی خدمت کو شعار بنا لیا۔ بارہ سال کا عرصہ اسی خدمت میں گزارا۔ کچھ عرصہ بعد خاندان کے تمام نمایاں افراد غزنی سے چلے اور موہڑہ شریف آ گئے۔ یہ سارا قافلہ برادر اصغر جناب محمد دراب خان رحمۃ اللہ علیہ جو پیر ثانی کے نام سے معروف ہوئے کی قیادت میں موہڑہ شریف آ گیا اس طرح یہ خاندان ہمیشہ کے لئے موہڑہ شریف کا حلقہ بگوش ہو گیا۔

خلافت:۔ بارہ سال کی مسلسل محنت وخلوص کا حاصل وہ خلافت تھی در مرشد سے حاصل ہو گئی۔ یہ اعلان تھا کہ مرید اب مراد بننے کی صلاحیت پا چکا ہے۔ اور پیر خانے کی طرح اس کا در فیض بھی وا ہو چکا ہے۔ واپسی کی اجازت نہ ملی بلکہ مستقبل کی نشاندہی کر دی گئی۔ آخر اس بستی کا بھی حق تھا۔ جو مدت سے کرم کی اُمید لئے ہوئے تھی۔ ترا ڑکھل کے نواح میں "ڈنا پوتھی امیر خان" کی قسمت جاگی اور صاحبزادے بلکہ متوقع جانشین حضرت پیر زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ملا کہ ان کو ڈنا پوتھی امیر خان چھوڑ آئیں۔ یہ مقام اس دور میں ایک پہاڑی جنگل تھا جہاں آبادی بے موسمی فصل کی

طرح تھی۔ سنگلاخ زمین جس کے سینے پر خودرو جھاڑیوں کا قبضہ تھا۔ وہاں چند جھاڑیاں کٹوا کر ایک جھونپڑا بنا دیا گیا۔ ایک بے آبادسی مسجد سجدہ گاہ بنی اور پیر زاہد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کریم کے ارشاد کے مطابق وہاں ٹھہرنے کا اشارہ دیا۔

نیریاں شریف کی قسمت:۔ یہ سرزمین جو ہر مسافر کی آبلہ پائی سے خراج وصول کرتی رہی تھی۔ اب چشماں عشاق کا سرمہ بن گئی تھی۔ ایک ویرانہ اتنا دلکش قرار پایا کہ ویران دلوں کے لئے وجہ سکون بنا۔ گردونواح سے ہی نہیں دور ونزدیک سے متلاشیاں علم ومعرفت اس ویرانے سے اس قدر مانوس ہوئے کہ نصف صدی بھی نہ گزری تھی۔ کہ یہ مقام محبتوں کا مین بن گیا۔ دن رات قافلے روانہ ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ پتھر نشانِ منزل بننے لگے۔

معمولات:۔ حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک پُر وقار شخصیت کے حامل تھے۔ چہرہ کشادہ اور رخشندہ تھا کہ ہر آنے والا جاذبیت محسوس کرتا تھا۔ زائرین بلا کسی تکلیف اور ہچکچاہٹ کے حاضر ہو جاتے۔ ہر حاجت پیش کی جاتی اور ہر کسی کے لئے دربار ایزدی میں دستِ سوال دراز ہو جاتا۔ ہر نیا آنے والا اپنائیت محسوس کرتا، طبیعت میں سادگی تھی مگر اس سادگی میں بھی وقار تھا۔ سنت مطہرہ کی پاسداری کا شدت سے التزام تھا۔ گفتگو سادہ، عام فہم اور اصطلاحی حوالوں سے خالی ہوتی تھی۔ گفتگو کا عمومی موضوع ذکر واذکار تھا۔ فرائض پر مداومت، سنن کی حفاظت اور نوافل پر مواظبت پر زور رہتا اور ارادت کے تمام پہلوؤں کی ہموائی کا درس دیا جاتا، طبیعت میں درشتی نہ تھی بلکہ عجز تھا۔ مخالف بھی آجائے تو استقبال کرتیتھے۔ اور اخلاقِ کریمانہ کا اظہار فرماتے۔

عنایاتِ شیخ:۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کریم حضرت بابا محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کا عمر بھر تذکرہ کرتے رہے۔ جب بھی کوئی سالک حاضر ہوتا اور راہنمائی کا طلب گار رہتا تو کوشش کرتے کہ اپنے شیخ کریم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کے ان سے راہِ مستقیم کی وضاحت کریں تا کہ مقصد حاصل ہو جائے۔ عنایات شمار کرتے اور حقیقت یہ

ہے کہ اپنے سارے امتیازات کو شیخ کریم کی عطا خیال فرماتے ایک مرتبہ اس حوالے سے بڑا واضح فرمایا۔ خلافت کی سرفرازی کا ذکر کرتے ہوئے سراپا سپاس بن کر یوں اظہار فرمایا کہ جب سے خلافت عطا ہوئی ہے۔ دو عنایات خصوصیات سے شامل حال ہوگئی ہیں۔ ایک یہ کہ اس نسبت نے اس قدر پاک وصاف کر دیا ہے۔ کہ بے وضو رہنے کا کوئی موقع نہیں آیا۔ تقاضائے بشریت جب بھی بے وضو ہونے کا لمحہ آیا تو فوراً وضو کر لیا یوں ساری زندگی باوضو ہوگئی ہے۔ اس تسلسل میں نہ بیماری کے سبب انقطاع آیا اور نہ کسی عدم دستیابی ماء نے راہ کاٹی یہ طہارت شیخ کریم کا فیضان ہے۔ دوسرا فیضان یہ ہے کہ کبھی نماز قضاء نہیں ہوئی۔

حدیث جبریل علیہ السلام نے بھی اسی جانب اشارہ ہے کہ عبادت، مشاہدے کا وسیلہ بن جائے۔ یہ عادت جس قدر استوار ہوتی ہے۔ اسی قدر حرز جان بن جاتی ہے۔ استقامت کی حد یہ ہوتی ہے۔ کہ غیر شعوری کیفیات میں بھی حضوری کا پیمان نہ ٹوٹے، حضرت خواجہ محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایسے لحات بھی آئے جبکہ ضرورت قضا کی تھی۔ مگر آپ کا اصرار ادا کا ہی رہا۔ مرض الموت کے جانگسل لمحے بھی اسی اطاعت کا مظہر رہے۔ آپریشن کے ناگزیر مراحل ہوں یا نیم بے ہوشی کے ایام۔ آپ کا شعوری اصرار یہی رہا کہ نماز قضاء نہ ہو۔ اور ادا بھی اس صورت میں ہو کہ باوضو ہوں۔ ایسی ہی استقامت ولایت کا نشان ہوتی ہے۔ خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اصلاح کے مشن پر تھے۔ اس لئے اس راستے کی نزاکتوں کو جانتے تھے۔ فرماتے ہیں "بیعت کے معنی ہے بیع ہونا یعنی بیچنا، فروخت کرنا، مرید وہ ہے۔ جس نے اپنا ارادہ اپنی مرضی خدا اور رسول ﷺ کے لئے مرشد کے ہاتھ بیچ دی ہو"۔ پھر فرمایا کہ "کامل پیر خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک وسیلہ ہوتا ہے کیونکہ کامل پیر علم باطنی و علم ظاہری اور اسرار الٰہی سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

خلفاء کرام:۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم کا سارویہ اپنایا تھا۔ کہ جہاں رشد و ہدایت کی بساط بچھانا مقصود ہوتا ہے وہاں اپنا نمائندہ مقرر کر دیتے ہیں۔ یہ ضرور ملحوظ رہا کہ خلفاء کا انتخاب صلاحیت کی بنیاد پر ہیں۔

حضرت مفتی ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فیض محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محبوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد امیر خان رحمۃ اللہ علیہ افغانستان

جناب پیر غلام محمد صاحب ساہیوال

شیخ نذیر احمد مدینہ منورہ

ڈاکٹر سید محمد الغزالی ٹنڈو جام سندھ

پیر عبداللطیف صاحب لاہور

پیر عبدالمجید صدیقی صاحب کراچی

صاحبزادہ غلام جیلانی صاحب برطانیہ

حافظ تصدق حسین صاحب بولٹن برطانیہ

حاجی عبدالرحمٰن صاحب برطانیہ

خلیفہ مقصود احمد صاحب برطانیہ

وصال:۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تہتر سال کی عمر پائی۔ جس نے موت کا راز پا لیا۔ وہ زندہ ہی زندہ ہے۔ کیا مزارات پر بے پایاں ہجوم صاحب قبر کی زندگی کا اعلان نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس راز حیات و ممات سے آگاہ تھے۔ اس لئے جب جون 1974ء کو نقاہت ڈیرے ڈالنے لگی۔ تو حوصلہ نہ ہارا۔ احباب و صاحبزادگان کے اصرار پر راولپنڈی منتقل کر دیئے گئے۔ جب محسوس ہو گیا کہ اب سفر دوام کا لمحہ آیا ہی چاہتا ہے تو فیصلہ کر لیا گیا کہ اس مقدس روح کو ان فضاؤں میں منتقل کر دیا جائے جن کی ساری بہار انہیں کے دم قدم سے ہے۔ سواریوں کا انتظام کیا گیا۔ قافلہ 6 اپریل 1975ء اپنے مرکز کی طرف

روانہ ہوا۔ آخری سانسیں اسی سرزمین کا حق تھیں۔ جس کی ہوائیں اطاعت شعاری کی مہکار سے عطر بیز تھیں۔ چند روز کشمکش میں گزرے۔ شاید قدرت کو یہی منظور تھا کہ مشتاق آنکھیں سیراب ہو جائیں۔ آخر وہ لمحہ موعود آ گیا۔ 28 ربیع الاول 1395ھ 11 اپریل 1975ء بروز جمعۃ المبارک کی مبارک ساعتوں میں نیریاں شریف کا موسس، نیریاں شریف کی خاک کو سرمہ عقیدت بنائے ابدی نیند سو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون o

یہ خبر ہوا کی دوش پر اڑی اور کشمیر ہی نہیں پورے پاکستان میں یوں پھیلی کہ ہر آنکھ اشک بار ہو گئی۔ مشتاقانِ دید کا ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ تدفین اتوار کی سہ پہر تک موخر کر دی گئی۔ نماز جنازہ مسند نشین موہڑہ شریف پیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ تقریباً تین روز جسم منیر زیارت کے لئے موجود رہا۔ بالآخر مقرر جگہ جو اتفاق سے طے پا چکی تھی۔ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ نیریاں شریف ایک مرد باصفاء کی ہی حکایت دلپذیر نہیں، نشر خیر کا ایک تسلسل ہے جو اب بھی پیر علاؤالدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت میں سفر سعادت پر رواں دواں ہے۔
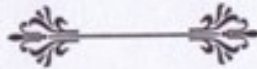
حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

پیر صاحب کو سلسلہ تصوف کی عظمت اپنے والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔
حضرت پیر صاحب کو قدرت نے نیریاں شریف سے ایسی نسبت عطا کی۔ کہ 1938ء میں جب آپ پیدا ہوئے۔ تو یہ خاندان نیریاں شریف میں سکونت اختیار کر چکا تھا۔ والدہ ماجدہ کشمیر سے ہی تعلق رکھتی تھیں اور یہ حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ تھیں۔ آپ صاحبزادگان میں سے دوسرے نمبر پر تھے۔ کہ پیر نظام الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے بیٹے تھے۔ عمروں کا زیادہ تفاوت نہ تھا۔ اس لئے ابتدائی مشاغل میں ہم عناں رہے۔ تعلیم کا سلسلہ بھی اکھٹے ہی شروع کیا۔ اور مقامی سکول سے ہی ابتداء کی حیرت ہے کہ یہ افغان مہاجر خاندان تعلیم کے بارے میں کس قدر محتاط تھا کہ موجود ذرائع کی کم دستیابی کے باوجود سلسلہ تعلیم موخر نہ ہونے دیا۔ حضرت خواجہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ذوق ابتداء سے ہی ودیعت ہوا تھا۔ حالات کی ناسازگاری کے باوجود مروجہ تعلیم کا ادارہ قائم کر دیا۔ جہاں قرب وجوار کے طلبہ جو علمی پیش رفت سے آشنا نہ تھے۔ جوق در جوق آنے لگے۔ یوں اشاعت علم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس گھرانے کا مزاج دنیاوی تعلیم کا زیادہ شائق نہ تھا۔ نوشت وخواندگی منزل کا ہدف دینی تعلیم ہی تھا۔ اس لئے جونہی شناسی کا جوہر پیدا ہو گیا اور ضروری اسباق پڑھ لئے تو مقصود کی جانب رُخ ہو گیا۔

تعلیم:۔ دینی درسیات میں مہارت کے لئے جامعہ رحمانیہ ہری پور کی اساتذہ مولانا فضل الرحمٰن ، حافظ محمد یوسف اور مولانا غلام محمود صاحبان سے استفادہ کا فیصلہ کر لیا گیا۔ کہ ان اساتذہ کی شہرت تھی اور دور دور سے تلامذہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ ہری پور میں آپ نے فنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ جس سے اساس علم میں قابل اعتماد استحکام پیدا ہوا۔ پھر مزید پیش رفت کے لئے اس درسگاہ میں آ گئے۔ جس میں آپ کے والد گرامی کا فیض جاری تھا۔ حضرو ضلع اٹک میں ایک پُر وقار دارالعلوم جامعہ حقائق العلوم کے نام سے موجود تھا جس کی سرپرستی مفتی ہدایت الحق رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی۔ مفتی صاحب مرحوم درسیات کے فاضل

اساتذہ میں سے تھے۔ آہستہ آہستہ کامیاب پیش رفت جاری رہی۔ ہدایہ شریف کے مشکل مراحل طے کیے تو تکمیل درسیات کے لئے جامعہ نعیمیہ لاہور آ گئے جہاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ علم دراز تھا۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ درسیات کے ماہر، وقائق آشنا اور معارف کے کامیاب استاد تھے۔ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب نے پیر صاحب میں استباط و استخراج کا وہ جوہر پیدا کر دیا۔ جو آپ کی ہر تقریر اور ہر تحریر کا امتیازی نشان ہے۔ جامعہ نعیمیہ ہی تھا جہاں پیر صاحب نے تکمیل درسیات کی منزل پائی۔ قرآن فہمی کے جذبے نے وزیر آباد کا سفر کرایا جہاں ابو الحقائق مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند علم بچھی تھی۔ قرآن مجید کے اسرار سے فیض یافتہ یہ طالب علم فیصل آباد کا راہی ہوا کہ وہاں علم کو وقار عطا ہوتا تھا۔ لائل پور میں درس حدیث کا منصب حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

جامعہ رضویہ فیصل آباد کے علمی ماحول نے مشکل سے مشکل اسباق اس تیزی سے ازبر کرائے کہ دورہ حدیث سے سیرت رسول ﷺ میں ڈھل جانے کا ذوق فراواں ہو گیا۔ آخر دستار فضیلت سجا دی گئی۔ یہ دستار رسمی نہ تھی۔ حقیقتاً دستار عظمت تھی۔ تکمیل علم کے بعد نیریاں شریف لائے، والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ جو رفعت علم چاہتے تھے۔ حاصل ہو چکی تھی۔ ایک ایسا جوان سامنے تھا جو ترویج خیر کا عزم لئے ہوئے تھا۔ اور اس عزم میں صلاحیت بھی نمایاں تھی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق کہ خلافت کے لئے تین شرائط ہیں۔ (علم۔ عمل اور اخلاص) والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جانب صلاحیتوں کی جولانی دیکھی تو خلافت سے نواز دیا۔ پیر صاحب نے خلافت کو اعزاز سے زیادہ ذمہ داری سمجھا اور ہمہ تن اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ نیریاں شریف کے باسیوں پر ہی نہیں، کشمیر و پاکستان کے اطراف میں خلافت کا یہ فیضان پھیلتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ برصغیر کے باہر غیر ممالک میں بھی اس کے اثرات نظر آنے لگے۔ یورپ کا سفر پیر صاحب کا ہمیشہ کا معمول رہا کہ مشکل مراحل سے گزرنا آپ کو زیادہ پسند تھا اور یہ کہ یورپ کا نا آشنا ماحول متقاضی تھا کہ وہاں دین حق کی روشنی عام کی

جائے۔ یہ یقیناً دشوار گزار مرحلہ تھا۔ کہ مادی آسودگیوں میں غرقاب انسان روحانی عظمتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں مگر یہی تو وہ کام ہے کہ مردانِ خیر کو کرنا ہے۔

1966ء کا سال وہ انقلابی دورانیہ ہے۔ کہ آپ 28 سال کی عمر میں لندن کی سرزمین کو اپنی جولاں گاہ بنانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ برطانیہ میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بس چکی تھی۔ حصول رزق کے متعدد ذرائع دریافت ہو چکے تھے۔ مالی معاملات سے ذرا فراغت ہوئی تو عاقبت کی فکر بھی ہونے لگی۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں۔ دینی اجتماع منعقد ہونے لگے۔ تبلیغی ضرورت کے تحت مبلغین وواعظین کی ایک کثیر تعداد برطانیہ کو مسکن بنانے لگی مگر ظرف کی تشنہ لبی محتاج ساقی تھی ابھی یہی احتیاج پیر صدیقی مدظلہ کو برطانیہ لے آئی۔ راہنمائی کا سلیقہ حاصل تھا اور حالات کے تقاضوں سے بھی باخبری تھی۔ بہت جلد پذیرائی ملی۔ شہر شہر اجتماع ہونے لگے اور ایک مربوط سلسلہ رشد قائم ہوگیا۔ نیریاں شریف کا سلسلہ مائل بہ عروج تھا۔ کہ خبر ملی حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہے اور اضمحلال بڑی تیزی سے جسم میں سرایت کرتا جارہا ہے۔ جب اطلاعات تشویش ناک حدوں کو چھونے لگیں تو آپ نے واپس آنے کا فیصلہ کرلیا۔ اگست 1974ء کو نیریاں شریف واپس آگئے۔ والد گرامی کی ناسازی طبع اندوہناک ہوتی جارہی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کرلیا گیا کہ راولپنڈی لے جایا جائے۔ اور ملٹری یا سول ہسپتال میں علاج کرایا جائے۔ ملٹری ہسپتال میں جتنے روز بھی قیام رہا۔ آپ اپنے والد گرامی اور مرشد کریم کے پہلو میں رہے مگر تقدیر کا فیصلہ نافذ ہو چکا تھا۔ تقریباً چھ سات ماہ کی کشمکش کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح آسمان کی بلندیوں کی جانب پرواز کرگئی۔ یہ 11 اپریل 1975 دوپہر کا سماں تھا۔ کہ نیریاں شریف کا راہنمائے اول اپنا مشن مکمل کر کے تہہ خاک آسودہ ہوگیا۔ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی مدظلہ 1975ء سے نیریاں شریف کے حلقہ احباب کے سالار کارواں بنے حیرت ہے۔ کہ آپ کا تبلیغی ولولہ پہلے سے بھی فزوں تر ہوا۔ یورپ میں پیر صاحب کے عملی اقدامات بہت بارآور ہورہے ہیں۔ پیر صاحب نے برمنگھم کے شہر کو اپنی مساعی کا

مرکز بنایا۔ برطانیہ اور پھر برمنگھم جیسے مہنگے شہر میں 8 کنال رقبہ اور وہ بھی مرکزی علاقے میں ایک کار دارو ہے جہاں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر پیر صاحب کی حسن جمالیات کی شہادت دیتی ہے اتنا بڑا ہال کہ ہزاروں نمازی سجدہ ریز ہو سکیں۔ پھر چاروں طرف دیدہ زیب رہائش گاہیں جو طلب اساتذہ کے لئے آرام گاہیں ہیں۔ ایک بہت بڑے علمی مرکز کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔ یہاں پیر صاحب کی نگرانی میں تبلیغی و تدریسی اجتماع ہوتے ہیں۔ جن میں حاضرین وسامعین کی تعداد بر صغیر پاک و ہند کے کسی کامیاب اجتماع سے کم نہیں ہوتی مزید یہ کہ حاضرین کا شوق وولولہ دیدنی ہوتی ہے۔ یہ صرف برمنگھم پر ہی منحصر نہیں۔ پورے برطانیہ میں علمی و جمال اور صوفیانہ جلال کا روح پرور منظر ہر کہیں دکھائی دیتا ہے۔ حال ہی میں پیر صاحب کا عزم جواں تعلیم بنات کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ دو کالج برائے خواتین پہلی پیش رفت ہے۔ عمارت خریدی گئی ہیں اور ماہر اساتذہ تعینات کئے گئے ہیں۔ اور برمنگھم میں اور مانچسٹر کے قریب برنلے میں خواتین کے تدریسی پروگرام کا آغاز ہو چکا ہے۔

محی الدین اسلامی یونیورسٹی:۔ پیر صاحب کا ذہنی جھکاؤ شروع ہی سے اشاعت علم و حکمت کی طرف تھا۔ اس لئے آپ جہاں موقعہ ملتا تدریسی و تربیتی کام کا آغاز کر دیتے۔ یوں بہت سے ابتدائی ادارے معرض وجود میں آئے مگر یہ ادارے پیر صاحب کے عزم بلند کی تسلی کے لئے کافی نہ تھے۔ خیالات کی گردش کسی بڑے منصوبے کی تحریک دے رہی تھی۔

1980ء کا سال تھا کہ یہ خواہش منہ زور ہو گئی تھی۔ فرماتے ہیں کہ ایک خواب دیکھا کہ دربار کے سامنے غیر ہموار پہاڑی پر ایک عمارت ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمارت دیدہ زیب بھی تھی اور پر شکوہ بھی۔ بس پھر یقین ہو گیا کہ خواب اپنی تعبیر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ زمین کا جائزہ لیا۔ وسائل پر نظر ڈالی۔ احباب سے مشورہ کیا اور چند سالوں کی اندرونی تب وتاب ایک یقین میں ڈھل گئی۔ 1988ء میں اللہ کا نام لے کر ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دیا جو پیر صاحب کے ذہنی نقشے کے مطابق تھی۔ اب کسی کی راہنمائی بھی درکار نہ تھی۔ خود ہی نقشہ نویس تھے خود ہی ماہر

نیرات۔ خیال صورت مجسم میں ڈھلنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ کی چوٹی ایک خوبصورت عمارت کا روپ لے گئی۔ خیال چونکہ حدود آشنا نہیں ہوتے اس لئے ان کی تکمیل بھی بے کنار تھی۔ منزل بر منزل تعمیر ہوتی گئی۔ عمارت تیار ہوگئی۔ جو کشمیر کے بیشتر تعلیمی اداروں سے منفرد ہے۔ اس کی دیدہ زیبی ہی نشرِ علم کا پیغام ہوگئی ہے۔ یہ بھی حیرت کی بات ہے جس نے ایسے اداروں میں تعلیم نہ پائی ہو۔ جو دینی مدارس کے فرش پر حصول علم کا جویا رہا ہو اس کے وجدان میں ایک جدید یونیورسٹی کے خدوخال کیسے نمایاں ہوئے۔ یونیورسٹی بھی ایسی جو طلبہ کی تعلیمی سرگرمیوں کی بھی کفالت کرے اور رہائش کا وسیلہ بھی ہو۔

پیر صاحب جب بھی اس عمارت کو یونیورسٹی کہتے احباب مسکرانے لگتے اور خام خیال تصور کرتے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ عزم مصمم خارہ شگاف ہوتا ہے۔ محی الدین اسلامی یونیورسٹی کی راہ میں متعدد موانعات تھے دور دراز علاقہ، سربلند پہاڑی آنے جانے کی مشکلات، اساتذہ کی فراہمی کی مشکل، مگر ہمت جوان ہو تو مشکلات راہ نہیں کاٹتیں۔ محکمانہ منظوری اور خاص طور پر پارلیمنٹ کا تعاون اس قدر دشوار ہوتا ہے کہ کئی کئی سال اس تمہیدی کاوش پر لگ جاتے ہیں۔ مگر یہاں تو سارے دستور ہی بدل گئے۔ طلبہ کی ایک بڑی تعداد دور دراز علاقوں سے حصول علم کے لئے حاضر ہوگئی۔ اساتذہ بھی مل گ ء اور یونیورسٹی پوری آب وتاب کے ساتھ دیگر یونیورسٹیوں کی صف میں شامل ہوگئی۔

محی الدین میڈیکل کالج میر پور:۔ یونیورسٹی کے قیام کے ساتھ ہی پیر صاحب کا فعال ذہن کسی اور کارنامے کے بارے میں سوچنے لگا۔ ذہنی آسودگی اور تربیتی استحکام کے ساتھ توانا جسم کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میڈیکل کالج قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ میر پور سے متصل زمین خریدی گئی۔ جو میڈیکل کالج کی تمام ضرورتوں کی کفالت کر سکے۔ عمارت کی تعمیر شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اب دیدہ زیب عمارت تیار ہوگئی۔ الحمدللہ داخلے ہو چکے پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی کی منظوری حاصل ہوگئی اور تدریسی عمل کا اجراء ہو گیا۔ یہ ایک اور کارنامہ تھا۔ جو پیر صاحب کے مستحکم

ارادے سے عملی شکل لے چکا اور کامیابی سے رواں دواں ہے۔

النور ٹیلی ویژن:۔ عصرِ جدید کے تقاضے متنوع پیش رفت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تبلیغی مساعی جدید الیکٹرونک آلات کی مدد سے دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ اور خیر کا پیغام لمحوں میں جغرافیائی حد بندیاں عبور کر لیتا ہے۔ پیر صاحب کی ہمہ وقت متحرک ذہن ہر دستیاب ذریعہ کو نشرِ حسنات کے لئے وقت کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس تجویز کو پذیرائی حاصل ہوئی کہ محی الدین ٹرسٹ کا ایک ٹیلی ویژن چینل ہونا چاہیے۔ تجویز ارادے میں ڈھلی اور حکومتی اداروں کو متوجہ کر لیا گیا۔ محنت تو ہوئی ایک مرحلہ آسان نہ تھا مگر کامیابی نصیب ہوئی۔ اور النور ٹیلی ویژن کا برمنگھم سے اجرا ہو گیا۔ النور کی نشریات کا دائرہ پھیلتا چلا گیا اور بہت جلد ایک سو ستر ممالک کے سامعین و ناظرین النور ٹیلی ویژن سے نورِ علم و حکمت حاصل کرنے لگے۔ مثنوی کا درس در حقیقت روحانیت کا پیغام ہے۔ جس نے مشرق و مغرب کو متاثر کیا ہے۔ پیر صاحب کا اندازِ تدریس خلوص کے جذبوں میں ڈھلا ہوا ہے۔ اپنے اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی سچی آواز کا پرتو ہے اس لئے بہت مقبول ہے سماعتوں کو بھی جھنجھوڑ رہا ہے۔ اور دلوں میں بھی انقلاب پیدا کر رہا ہے۔

مدارس و مساجد:۔ پاکستان کے طول و عرض میں بے شمار مدارس اور مساجد تعمیر کروائیں تا کہ دینی تعلیم کو فروغ دیا جا سکے۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسی سلسلہ میں بے شمار ایسے ادارے آپ کی عظمت کا ثبوت ہیں۔

نقشبندیت کی اشاعت:۔ پیر صاحب نقشبندی سلسلے کے مسند نشین ہیں۔ یہ نہ خاندانی جبر کا نتیجہ ہے۔ اور نہ کسی مسند کی حاشیہ برداری کا ثمر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیر صاحب اپنے ذہنی جھکاؤ اور قلبی تعلق کی بناء پر نقشبندی ہیں۔ معمولاتِ زندگی دیکھ لیجئے یا معاشرتی رویے پرکھ لیجئے۔ ہر معمول سے اور ہر رویے سے نقشبندیت آشکار ہو گی۔ نقشبندی اکابر سے آپ کی والہانہ محبت ہر میلان سے نمایاں ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے محبوب اکابر میں سے ہیں۔ ان کا ذکر

آجائے تو پرتو مسرت جنبش پورے جسم پر چھا جاتی ہے۔ایک دارفتگی کا سماں ذکر مجدد کا لازمی نتیجہ ہے۔متوسلین کو راہنمائی عطا کرنا ہوتو حوالہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرغوب ترین حوالہ ہے۔تمام سلاسل اولیاء کے عقیدت مند ہیں۔مگر سلسلہ نقشبندیہ کے غلام ہیں یہی وجہ ہے کہ وظائف کی تلقین سے بڑھ کر شریعت مطہرہ کی متابعت پر زور دیتے ہیں۔آداب شریعت کی پابندی نے انہیں نقشبندیت کا شیدا بنا دیا ہے۔جب ولی کامل کی معراج ہوتو تمام سلاسل خود بخود مردِ حق کو روحانیت کے فیض سے نوازتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کا ہاتھ تھام کر نوازا اور پھر حضرت نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو جام محبت پلایا۔اس طرح آپ سے نقشبندی، چشتی اور قادری، تینوں سلاسل کا فیض جاری ہے۔جس سے مخلوق خدا فیض یاب ہورہی ہے۔

اولاد:۔پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں سے نوازا ہے۔

1-صاحبزادہ سلطان العارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی

حضرت کے بڑے فرزند ارجمند مورخہ 25 اگست 1973ء کو پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کی منازل مرشد کے قدموں میں رہ کر حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے کراچی اور دینی تعلیم کے لئے بھیرہ شریف تشریف لے گئے جہاں سے درس نظامی پر عبور حاصل کیا۔بعد ازاں مصر کے مشہور و معروف ادارہ جامعہ الازھر سے 2 سال تک حدیث کی تعلیم حاصل کی۔بعد ازاں اسلام آباد اسلامک یونیورسٹی سے اسلامیات میں ماسٹرز آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی اور پھر نمل یونیورسٹی سے اسلامک سٹڈیز میں ایم فل کیا۔

2013ء میں حضرت پیر صاحب نے کمال شفقت فرماتے ہوئے دستار بندی فرمائی۔بھیرہ شریف میں قیام کے دوران پیر کرم شاہ صاحب نے بھی خصوصی شفقت فرمائی۔آجکل اپنے مرشد اور والدِ محترم کے حکم کے مطابق نیریاں شریف قیام رکھ کر عوام و خواص کی خدمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔حضرت قبلہ پیر صاحب نے آپ کی تربیت میں ذاتی

دلچسپی لیتے ہوئے۔ دنیاوی اور دینی دونوں علوم سے بہرہ مند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت تندرسی عطا فرمائے اور درجات بلند فرما کر اپنے والدِ گرامی کے نقشِ قدم پر چل کے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

2-صاجبزادہ نورالعارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی

آپ 15 جنوری 1977ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کیلئے کراچی اپنے ماموں کے پاس تشریف لے گئے اور بعدازاں راولپنڈی آکر کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ گریجویشن اور ایل ایل بھی کراچی سے کیا اور اسی دوران دارالعلوم نعیمیہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ 2002 میں قبلہ پیر صاحب کے حکم سے لندن تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر اسلامک سینٹر کے قیام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اپنے مرشد اور والد صاحب کے حکم کے مطابق زمانہ طالبعلمی سے ہی دین کی تبلیغ اور اشاعت کے کام میں مصروف ہو گئے اور آپ پچھلے چند سالوں سے حضرت پیر صاحب کے فرمودات کی تکمیل کے لئے لندن میں شب و روز مصروفِ عمل ہیں۔ حضرت نے کمال شفقت فرماتے ہوئے سال 2013ء میں دستار بندی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسنِ نظر سے نوازا اور خطابت کا کمال جوہر بھی عطا فرمایا۔ حضرت قبلہ پیر صاحب نے آپ کی تربیت میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے دنیاوی اور دینی دونوں علوم سے بہرہ مند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت تندرستی عطا فرمائے اور درجات بلند فرما کر والدِ گرامی کے نقشِ قدم پر چل کے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
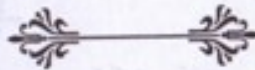
خلفاء کرام:۔ آپ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل قد آور شخصیات شامل ہیں۔ جو آپ کے فیض کو پھیلانے میں آپ کی خصوصی نگرانی اور شفقت میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

خلفاء کرام دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

نمبر	نام	مقام
1	خلیفہ پیر فیض محمد صاحب سجادہ نشین دربار گوہر آباد شریف ہتہ پانی	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
2	خلیفہ پیر غلام حسین صاحب سجادہ نشین دربار بنڈئی کھوئی رٹہ	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
3	خلیفہ پیر غلام محمد صاحب سجادہ نشین دربار قاسم آباد شریف	ضلع ساہیوال پاکستان
4	خلیفہ پیر عبد المجید صاحب	کراچی
5	خلیفہ سید محمد غزالی صاحب	ٹنڈو جام حیدر آباد
6	خلیفہ پیر عبد اللطیف صاحب	لاہور
7	خلیفہ حاجی فرید گل صاحب	لاہور
8	خلیفہ حاجی محمد شفیق صاحب	مرید کے
9	خلیفہ حاجی محمد بشیر صاحب	گوجرانوالہ
10	خلیفہ پیر صاحب خان صاحب منہیس (کامونکی)	گوجرانوالہ پاکستان
11	خلیفہ فضل محمد صاحب	جیوکی گوجرانوالہ
12	خلیفہ مولانا عبد الخالق صاحب	گجرات پاکستان
13	خلیفہ پیر محمد منظور صاحب زاہد آباد شریف	لالہ موسیٰ پاکستان
14	خلیفہ پیر محمد مظہر اقبال صاحب	سید حسین دینہ ضلع جہلم
15	خلیفہ محمد شفیع صاحب	گوجر خان پاکستان
16	خلیفہ محمد محمود صاحب	مہتانہ کہوٹہ راولپنڈی
17	خلیفہ حاجی موسیٰ خان صاحب	افغانی حال بھکھرو یوالی

18	خلیفہ حاجی سعادت خان صاحب	افغانی حال بھکھڑ یوالی
19	خلیفہ سید سعید زادہ	افغانی خواجہ صاحب
20	خلیفہ طالب حسین صاحب	بھنگالی شریف بھمبر
21	خلیفہ محمد بشیر صاحب دربار صدیق آباد	ہزاری شریف
22	خلیفہ صاحبزادہ محمد صدیق صاحب	ہزاری شریف
23	خلیفہ محمد بشیر صاحب دربار سالک آباد شریف	ڈڈیال آزاد کشمیر
24	خلیفہ ڈاکٹر بادشاہ خان صاحب افغانی	ڈڈیال آزاد کشمیر
25	خلیفہ محمد گلزار صاحب چڑہوئی	آزاد کشمیر
26	خلیفہ کرامت اللہ صاحب چڑھوئی	آزاد کشمیر
27	خلیفہ الف دین صاحب کھوئی رٹہ	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
28	خلیفہ حاجی عبدالکریم صاحب گیہائی کھوئی رٹہ	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
29	خلیفہ محمد عبداللہ عتیق صاحب چک جونہ چڑھوئی	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
30	خلیفہ صوفی محمد فاضل صاحب چنگپہ رکواس	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
31	خلیفہ صاحبزادہ محمد عارف صاحب دربار گوہر باد شریف	تتہ پانی ضلع کوٹلی
32	خلیفہ محمد انیس صدیقی سجادہ نشین دربار لہڑی شریف	تتہ پانی ضلع کوٹلی
33	خلیفہ سائیں گلزار صاحب جیٹھن خواص	تتہ پانی ضلع کوٹلی
34	خلیفہ پیر محمد اعظم صاحب منڈہول ہجیرہ	ضلع پونچھ آزاد کشمیر
35	خلیفہ پیر محمد حسین صاحب	پوٹھی چھپریاں ہجیرہ
36	خلیفہ فیض اللہ صاحب	نکر آزاد کشمیر
37	خلیفہ محمد اسحاق صاحب	پونچھ جموں کشمیر
38	خلیفہ محمد منیر صاحب عباس پور	آزاد کشمیر

39	خلیفہ محمد شعبان صاحب	فارورڈ کہوٹہ آزاد کشمیر
40	خلیفہ نور حسین صاحب	باغ آزاد کشمیر
41	خلیفہ صاحبزادہ محمد نصیر صاحب	باغ آزاد کشمیر
42	خلیفہ محمد بشیر صاحب	باغ آزاد کشمیر
43	خلیفہ عبدالرؤف شاہ صاحب	باغ آزاد کشمیر
44	خلیفہ پیر مطلوب حسین شاہ صاحب	چڑھوئی آزاد کشمیر
45	خلیفہ صاحبزادہ مقصود احمد صدیقی صاحب	چڑھوئی آزاد کشمیر
46	خلیفہ ڈاکٹر گل مجید صاحب	مظفر آباد آزاد کشمیر
47	خلیفہ محمد بشیر صاحب	فیصل آباد پاکستان
48	خلیفہ طارق جمیل صاحب	فیصل آباد پاکستان
49	خلیفہ حاجی محمد فضل دین صاحب	جونہ چڑھوئی آزاد کشمیر
50	خلیفہ غلام حسین صاحب پکھوناڑ سدھوتی	آزاد کشمیر نزد بلوچ
51	خلیفہ پیر محمد اکبر صاحب	سدھنوتی آزاد کشمیر
52	خلیفہ حافظ محمد سفیر صاحب سہر پلندری	سدھنوتی آزاد کشمیر
53	خلیفہ پیر محمد رفیق صاحب رفیق آباد پلندری	نزد غازی تربیلہ
54	خلیفہ عبدالعزیز صاحب	لاہور
55	خلیفہ مولانا عبدالشکور صاحب	غازی تربیلہ
56	خلیفہ مولانا عبدالمالک صاحب	ہری پور
57	خلیفہ محمد امیر صاحب	افغانی
58	خلیفہ سید امیر صاحب	افغانی
59	خلیفہ قاضی صاحب	افغانستان

60	خلیفہ نور محمد زدران	افغانستان
61	خلیفہ گل خان صاحب	افغانستان
62	خلیفہ قمر الزمان صاحب سرہوٹہ	ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
63	خلیفہ نادر خان	افغانستان
64	خلیفہ محمد اعظم صاحب	کسووال
65	خلیفہ حافظ محمد واجد تبسم صدیقی	ڈسکہ
66	خلیفہ مولانا حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب	فیصل آباد
67	شیخ الحدیث مولانا خلیفہ غلام دستگیر صاحب	افغانستان
68	خلیفہ مولانا محمد اختر	افغانی
69	خلیفہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب	بریڈفورڈ
70	خلیفہ قمر زمان صاحب	نوٹنگم
71	خلیفہ عارف اللہ صاحب	کہوٹہ راولپنڈی
72	خلیفہ میجر حنیف صاحب	ٹنڈو جام سندھ
73	خلیفہ مشتاق احمد علائی صاحب	اقبال نگر ساہیوال
74	مولانا خلیفہ عبدالخالق صاحب	گجرات
75	خلیفہ صاحبزادہ غلام مجدد صاحب	منہیس شریف
76	خلیفہ الحاج راجہ اکبر علی صاحب	سوہاوہ
77	کرنل محمد عرفان	خان پور
78	خلیفہ حاجی محمد نذیر	سیالکوٹ
79	بریگیڈیئر محمد طارق صاحب	راولپنڈی

رُشد و ہدایت کے انمول نگینے

پیر صاحب کی عمومی گفتگو بھی نصیحت افروز ہوتی ہے۔ آپ کا لہجہ اور آہنگ مسحور کن ہے۔ موضوع کوئی بھی ہو بات کہنے اور سامع تک پہنچانے کا ملکہ آپ کو حاصل ہے۔ خطبات میں تو ارسال معنی کا وہ اہتمام ہوتا ہے کہ سامع کسی علمی سطح کا بھی ہو گرویدہ ہو جاتا ہے۔ الفاظ آبشار کی طرح اُمڈ آتے ہیں۔ حکایات و روایات تجسم کی صورت لیتی ہیں۔ ذوق کی تسکین کے لئے چند ارشادات نقل کئے جا رہے ہیں۔

شریعت اور طریقت

شریعت ایک سمندر ہے۔ سمندر کے اندر سے قیمتی اشیاء کا نکالنا غوطہ غوروں کی محنت ہے۔ شریعت اور طریقت کا باہمی ربط سمجھنے کے لئے ایک مثال ذہن میں رکھیں۔ تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ طریقت، شریعت سے علیحدہ کوئی نظام نہیں ہے۔ آپ دکاندار کے پاس کیلے خریدنے کے لئے جائیں تو آپ کو علم ہے کہ کیلے کا چھلکا میرے استعمال کی چیز نہیں ہے۔ اس کے باوجود آپ چھلکے کے بغیر کیلے نہیں خریدیں گے۔ ملتا ہی نہیں۔ اگر دکاندار آپ سے محبت کرے اور چھلکا اتار کر کیلا دے تب بھی آپ نہیں خریدیں گے۔ کیونکہ جس کیلے کا چھلکا اُترا ہوا اس کو ماحول فضاء مضرِ صحت بنا دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی کیلا قابلِ قبول اور قابلِ استعمال ہے جو چھلکے کے اندر ہو۔ بعینہ وہ طریقت قابلِ قبول اور قابلِ بھروسہ ہے۔ جو شریعت کے دائرے کے اندر ہو۔ شریعت کے دائرے سے نکل کر طریقت بے آبرو اور نا قابلِ قبول ہے۔ شریعت کیا ہے؟ یہ وہ نظام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور نبی کریم ﷺ کی اداؤں نے مرتب فرمایا۔

وہی طریقت قابلِ قبول ہے جو شریعت کے اندر ہو۔ یوں کہیے کہ شریعت ادائے مصطفیٰ ﷺ اور طریقت رضائے مصطفیٰ ﷺ

پیر شریعت کا پہرے دار ہوتا ہے

پیری ہر دور میں مشکل بھی رہی اور آسان بھی۔ یہ لوگوں کی سوچ وفکر کے معیار پر منحصر ہے۔ اگر لوگوں کی سوچ بلند ہو تو پیری مشکل کام ہے اور اگر لوگوں کی سوچ پست ہو صرف تعویذ گنڈے اور حساب کتاب تک محدود ہو جائے تو پیری بہت آسان کام ہے۔ ایک دفعہ ایک ولی اللہ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ رب کریم نے اس کے ازالے کا بندوبست فرما دیا۔ جنگل میں جارہے تھے، سامنے سے ایک فقیر آیا اور ہاتھ ہوا میں لہرا کر پیٹھ کے پیچھے کر لیا پوچھا بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ نے تھوڑا سوچ کر کہا آپ کے ہاتھ میں مچھلی ہے پوچھا کہاں سے لایا ہوں؟ کہا نہر فرات سے فقیر نے مچھلی ان کے سامنے زمین پر گراتے ہوئے فرمایا دونوں جواب درست ہیں مگر تم اپنے آپ کو ولی اللہ نہ کہنا اس لئے کہ:۔

ترجمہ:۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

یہ ایک مسلم قانون ہے آپ کو سوچنے کی ضرورت پیش آرہی ہے، ابھی کمی ہے کہاں یہ معیار اور کہاں آج کا پیر۔ اصل پیری ہر دور میں ایک ہی رہی ہے لوگوں کی سوچ وفکر کا معیار بدلتا رہتا ہے۔ پیر ہر دور میں نبی پاک ﷺ کی شریعت کا پہریدار ہوتا ہے۔ یہی مجاہدہ پیر کے لئے شرط ہے۔ پیر کا وجود نبی پاک ﷺ کی سنت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جس کی مجلس انسان کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی ترغیب نہ دے، جس کی مجلس انسان کو گزشتہ زندگی پر ندامت کے ساتھ توبہ پر نہ ابھارے، جس کی مجلس انسان کے دل کو طلب دنیا کے بجائے طلب آخرت پر دلیر نہ کرے، جس کی مجلس غافل دلوں کو بیدار نہ کرے وہ کاروباری شخص تو ہو سکتا ہے پیر نہیں ہو سکتا نبی پاک ﷺ کے در کا سفیر نہیں ہو سکتا۔ پیر کا کام ہی یہ ہے کہ وہ مرید کی راہنمائی کرے، جس سے نبی پاک ﷺ کے در تک رسائی میں آسانی ہو یہ راہ سراسر ادب، محبت وفاء اور عمل کی راہ ہے۔ اس راہ میں ادب لازم ہے اس راہ میں پیر کے لئے مجاہدہ اور مرید کے لئے ادب اور پیر کے حکم کی پابندی شرط ہے۔ مرید

پیر کے ساتھ سب سے زیادہ پیار اس لئے کرے کہ یہ نبی پاک ﷺ کے در تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔
اس دور میں لوگ شخصیت منوانے کے درپے ہیں شخصیت صرف نبی کے منوائی جاتی ہے تا کہ اس کے بعد جو پیغام دیا جائے اس میں تردد پیدا نہ ہو۔ اس لئے کہ قبول پیغام میں عظمت پیغمبر بڑا اثر رکھتی ہے۔ جیسا کہ قبول کلام میں عظمت متکلم اثر رکھتی ہے

بیعتِ توبہ اللہ کی نعمت ہے

نوجوانوں کو نصیحت

یہ بیعت بیعتِ توبہ ہے۔ بیعتِ تقویٰ ہے، بیعتِ طہارت ہے، بیعتِ اللہ کی نعمت ہے۔ روح ''دل'' دماغ کی سلامتی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب بندے کا دل اللہ کی جانب متوجہ ہو جائے۔ بندہ جب اپنے گناہوں کے اعتراف اور احساسِ ندامت کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے جھک جائے تو ان کو جان لینا چاہیے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر راضی ہو جائے تو اس کی رضا کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو توبہ و ذکر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر ناراض ہوتا ہے۔ تو پہلی علامت کے طور پر اس بندے کے دل سے اپنی یاد اور محبت نکال دیتا ہے۔ جب اس کی یاد چھوٹ جائے تو انسان آہستہ آہستہ اس کی رحمت سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

آپ نے دیکھا جب بچہ سو جائے تو ماں اس کو اپنی جھولی سے نکال کر چار پائی پر رکھ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ماں کا خیال بھی اس سے بچے سے اُٹھ جاتا ہے اور جوں ہی بچہ رونا شروع کرے ماں سارے کام چھوڑ کر اُسے سینے سے لگا لیتی ہے۔ بعینہ بندہ جب غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی رحمت کی جھولی سے نکال کر دور کر دیتا ہے اور جوں ہی بندہ غفلت کے پردے سے نکل کر تڑپنا شروع کر دے تو رحمتِ خداوندی اس بندے کو سینے سے لگا لیتی ہے۔ اس کے لئے ذکر ضروری ہے اور ذکر میں سب سے پہلے نماز آپ نے دیکھا ہے کہ ایک نماز ایسی ہے جو صرف رکوع سجدہ اور قیام تک محدود ہے۔ انسان خشک لکڑی کی طرح کھڑا ہے اکڑ کر کھڑا رہتا

ہے۔ادب نہیں محبت نہیں، سرور نہیں، حضور نہیں، کچھ نہیں صرف نماز ہے اور بس! یہ بے نُور نماز ہے۔ ایک نماز ایسی ہے، جو بندے کو اخلاق، محبت، پیار، اُنس، ادب، نور سرور والی زندگی عطا کرتی ہے۔ بندہ ایسی نماز پڑھے کہ مزا آجائے۔ایک نمازی ایسا ہے کہ نماز میں کھڑا ہے مگر اس کا خیال نماز کے اندر نہیں ہے اس کا جسم نماز میں ہے۔اس کی روح دل ودماغ نماز سے باہر ہے۔اس نمازی کی نماز صرف رکوع سجود وقیام تک محدود ہے۔یہ نمازی نماز کے فوائد وبرکات سے محروم ہے۔ایک نمازی ایسا ہے، جس کی نماز حرکات کے ساتھ ساتھ الفاظ تک جاتی ہے۔ایک نمازی ایسا ہے جو حرکات والفاظ سے گزر کر معنوں تک جاتا ہے۔ایک نمازی ایسا ہے جو ان تینوں سے گذر کر کیفیات تک جاتا ہے اور ایک نمازی ایسا ہے جو ان تمام مقامات سے ہوتا ہوا جذب کی منزل تک جاتا ہے۔ یہ نمازی جب سارے جہاں سے منہ موڑ کر اپنے خالق ومالک کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اس کا سجدہ فرش پر ہوتا ہے۔ جواب عرش سے آتا ہے یہ نمازی فرش زمین پر سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے۔عرش کی بلندی سے لبیک عبدی کا جواب آتا ہے۔ایسا نمازی جب "السلام علیك ایها النبی" کہتا ہے تو جب تک سرکار دو عالم ﷺ جواب نہ دیں اس سے آگے نہیں گذرتا۔ یہ ہے وہ اصل نماز جو مومن کی معراج ہے ایسا نمازی سر سجدے میں رکھ کر اگر ایک آنسو فرش زمین پر گرا دے تو عرش کے کنگرے ہلا دیتا ہے۔اس نشے کو پانے کے لئے کسی صاحب دل درویش سے تعلق ضروری ہے۔درویشی کی علامات لمبے چوڑے کپڑے، جبہ دستار، تسبیح، مصلٰی، لوٹے، کوزے نہیں ہیں ہر لمحہ متوجہ الی اللہ رہنے کا نام درویشی ہے۔جس کی مجلس انسان کو گناہ سے آلودہ زندگی سے شرمندگی اور توبہ پر مائل کرے وہ درویش ہے۔جس کی مجلس انسان کو ادب، محبت، عمل واخلاص نہ دے سکے وہ درویشی کے لباس میں تاجر ہوسکتا ہے درویش نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگوں کی مجلس اور ان کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔اس جوانی کے دور میں جب بندے پر غفلت طاری ہو نرم گرم بستر میں نیند غالب آرہی ہو۔اللہ اکبر کی صدا سنتے ہی جو جوان اُٹھ کر اپنی پیشانی فرش زمین رکھ کر سبحان ربی الاعلیٰ کا ترانہ بلند کرے۔ایسی زندگی گذاریں۔ بیعت کا یہی مقصد ہے کہ بیعت کے بعد انسان پرانے طرز زندگی کو نہ دہرائے۔خوب کماؤ بلکہ دنیا اس محبت سے کماؤ جیسے آپ

نے یہاں ہی رہنا ہے اور جب بندگی کرو تو اس محبت اور ذوق سے کرو جیسے آج کا دن ہی اس دنیا میں رہنا ہے۔کل کا دن شاید نصیب نہ ہو۔اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں جیسا جینا نصیب فرمائے۔

بیعت کیوں ضروری ہے؟

حضرت صاحب مردان کے علاقے میں ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ایک پروفیسر صاحب نے سوال کیا کہ نمازی پرہیزگار آدمی کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت ہے۔بیعت ہونے کے بعد بھی تو یہی سکھایا جاتا ہے۔اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا اوراد، نوافل و دیگر عبادات لوہے کو گرم کرتے ہیں۔ہتھیار بنانے کے لئے کسی کاریگر کے پاس ہی جانا پڑتا ہے۔اسلاف کی زندگیوں کے معمولات پڑھ کر دیکھیں ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی صاحب دل صوفی کے پاس گیا ہے۔مولانا روم علیہ الرحمہ سے بڑا کون سا مولوی ہے؟ وہ فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

ترجمہ:۔''مولانا روم کبھی بھی مولوی نہیں بن سکتا جب تک کہ شمس تبریز کی غلامی نہ اختیار کرے''۔

ہمیشہ سے معمول چلا آرہا ہے کہ علماء صوفیاء کے پاس گئے ہیں۔تا کہ علم الیقین سے عین الیقین اور عین الیقین سے حق الیقین کے مقام تک رسائی ہو۔علم کی پہلی قسم کتابوں میں اور دوسری اقسام صاحب دل صوفیاء کی مجلس میں ملیں گی۔صوفیاء کے ساتھ محبت اور محبت کے بعد نسبت اور اس کے بعد ان کی مجلس میں بیٹھنا شریعت پر عمل کو آسان بنا دیتا ہے اور رفتہ رفتہ انسان اس راہ میں اس قدر پختہ ہو جاتا ہے کہ قُرب کی منزل نصیب ہو جاتی ہے اور یہی مقصد حیات ہے۔
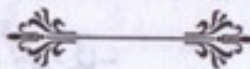
شیخ کے ساتھ رابطے کی اہمیت

جس طرح جڑ درخت کے تمام اجزاء کو غذا پہنچاتی ہے اور کسی ٹہنی کے ساتھ اس کی نفرت نہیں ہوتی اسی طرح کامل شیخ اپنا فیض بلا تخصیص ہر ایک تک پہنچاتا ہے جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اُٹھتے ہیں تو اس میں تمام متعلقین خود بخود شامل ہو جاتے ہیں غریب امیر کی تخصیص نہیں ہوتی البتہ یہ بات متعلقین جانتے ہیں کہ انہوں نے کس حد تک شیخ کے ساتھ رابطہ رکھا ہوا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی کا ایک بازو فالج زدہ ہو کسی کام کا نہ ہونے کے باوجود اس شخص نے وہ بازو اپنے سینے کے ساتھ لگایا ہوتا ہے مرید کے لئے لازم ہے کہ اپنی مرضی ترک کرے اور شیخ کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔ "اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ" اپنی مرضی ترک کر کے شیخ کی مرضی اور حکم کے مطابق زندگی گزارنے کا ہی نام ہے ایک دفعہ بیعت ہو جانے سے ایک تعلق تو قائم ہو جاتا ہے مگر مکمل فیضیاب ہونے کے لئے شیخ کی محبت رابطہ اور وظائف کی پابندی کے ساتھ ساتھ سلسلے کے معمولات کی آگاہی ضروری ہے۔

"مرشدِ کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا۔

☆ جب علم و عمل دونوں ملیں، علم جذبے دیتا ہے، عمل نشان منزل دیتا چلا جائے اور تقویٰ نشہ صبح گاہی دے تو محبوب کی بارگاہ سے آواز آتی ہے۔ اُدْنُ مِنِّی میرے قریب ہو جاؤ۔

☆ اگر چاہتے ہو کہ شکر کی توفیق ملے تو اپنے سے کمزور پر نظر رکھو، جھونپڑی میں رہنے والوں پر نظر رکھو گے تو شکر کی توفیق نصیب ہوگی۔ اور ارشاد یہ ہے کہ "شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہو جائے گا"۔

☆ ایک سوٹ کی بجائے دس سوٹ سلاؤ مگر پہننے کے بعد نظر عطا کرنے والے پر ہی رہنی چاہیے، جو مال بندے اور بندہ نواز کے درمیان حجاب بنے اس سے غربت بدرجہا بہتر ہے جو بھوک دیتی ہے مگر دوزخ کی آگ تو نہیں دیتی۔

☆ تصوف اسلام کی روح ہے مثلاً نماز کو لیجئے اچھی طرح وضو کر و صاف ستھرا لباس پہنو جگہ

صاف ہو، وقت صحیح ہو قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کیساتھ ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لو رکوع، سجود وغیرہ تمام ارکان کی تکمیل کرو، یہ سب لوازمات ہیں نیت یہ ہے کہ اللہ کے لئے پڑھ رہا ہوں۔ شریعت آپ کو نمازی کہہ رہی ہے تصوف یہ کہتا ہے کہ جو فعل جس کے لئے ہے اس کے تصور میں اس قدر گم ہو جاؤ کہ اس کے جلوے دل و روح میں اُتر کر آپ کو سرور کی کیفیت عطا کر دیں۔ یہ سرور و قرب کی کیفیت تصوّف ہے گویا ارکان کی تکمیل شریعت ہے ان کے نور و سرور کی کیفیت تک رسائی تصوّف ہے۔

☆ لوازمات حیات اور مقاصد حیات دونوں کے درمیان فرق ہے۔ مکان، بیوی، بچے، کاروبار، مال و دولت، عزت و شہرت، جاہ و حشمت یہ سب لوازمات حیات ہیں اور ایک ہیں مقاصد حیات ہیں۔ لوگوں نے لوازمات حیات کو مقاصد حیات سمجھ لیا ہے۔ جو ان دونوں کے درمیان فرق پیش نہیں کرتا وہ کامیاب انسان نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ نے ہمیشہ اپنی توجہ مقاصد حیات پر مرکوز رکھی لوازمات حیات کے لئے اتنا ہی حکم ہے کہ انسان اتنا کمائے جس سے ضروریات پوری ہوتی رہیں محتاجی قریب نہ آئے اور صبر شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر و شکر کا اس مقام پر مطلب یہ ہے کہ جو مل گیا اور پر صبر کرو اور جس کے پانے کی تمنا ہے اُس کے ملنے تک صبر کرو اور یہ مسئلہ وعظ و تقریر سے حل نہیں ہوتا جس کا دل اللہ کریم اپنی توفیق سے اس طرف پھیر دے یا کسی صاحب نظر کی نظر کے نشانے میں آ جائے۔

☆ دنیا کی دوستی صرف صحت و تندرستی کی حد تک ہے انسان محتاج ہو جائے تو دنیا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ بنیاد بہت ہی مضبوط ہو تو بھی قبر سے آگے رفاقت نہیں، دنیا کی رفاقت عزت و وقار ایسا بے وفا ہے کہ انسان معذور ہو جائے تو یہ تمام چیزیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں لیکن طریقت اور ذکر فکر والے انسان کی معیت ایسی نعمت ہے کہ انسان معذور ہو جائے یا اس دنیا سے چلا جائے عزت و وقار ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ قبر سے حشر کے میدان تک عزت انسان کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان اپنا دل و دماغ اور سوچ و فکر اپنے مالک سے دور نہ لے جائے۔ ایسے قرب کی منزل میں رہو کہ مالک سے آشنائی اوّل اور دنیا سے آشنائی درجہ دوم میں رہے۔

☆ ذکر اس انداز میں جاری رکھیں کہ مزدوری، کاروبار، تجارت سارے سلسلے قائم رہیں اور ذکر خدا بھی جاری رہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی محبت کا چراغ بھی روشن رہے۔ عاجزی اور وفاداری کو اپنی زندگی کا جزوِ عظیم سمجھیں اس کے بغیر زندگی ایک ادھوری، بے نور اور ایک نامکمل زندگی ہے۔ ذکر، فکر اور بندگی والے انسان کو مالکِ حقیقی کو رضا ملتی ہے۔

☆ زندگی کی آبرو سجدوں کی کثرت سے ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ نمازی کو اپنا اُمتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دیں گے۔

☆ ''جب علم وعمل دونوں ملیں تو علم جذبہ اور عمل تقویٰ دیتا ہے اور جب تقویٰ نشانِ منزل اور نشۂ صبح گاہی سے گا تو محبوب کی بارگاہ سے صدا آئے گی۔ 'اُدن منی' میرے قریب آجاؤ۔

☆ ذکر اتنا زیادہ کرو کہ ذکر ختم ہو جائے یعنی منزل مل جائے۔ ہر حال میں ذکر کی پابندی کریں ایک تسبیح ہمیشہ اپنی جیب میں رکھیں۔ صوفیاء کرام نے تسبیح کو ذکر کا آلہ قرار دیا ہے۔ اس کو ہر وقت اللہ کے ذکر کے ساتھ چلاتے رہیں۔ اس وقت تک جب تک آپ کی عادت پختہ نہ ہو جائے۔ جب عادت پختہ ہوگئی تو ہر سانس تسبیح بن جائے گا۔ یہ بڑی نعمت ہے اور بڑی دولت ہے۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو اس دولت سے نوازے۔ آمین

☆ ''بیعت کا تعلق عین الیقین سے ہے۔ علم الیقین سے نہیں علم الیقین کا تعلق معلومات سے ہوتا ہے اور معلومات کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ عین الیقین کا تعلق محسوسات سے ہے محسوسات کے لئے دلیل نہیں ہوتی بلکہ اس کا تعلق تجربات سے ہوتا ہے''

☆ ''تمام گناہوں سے خالی ہو کر نیکی کے اس مرتبے پر فائز ہونا جہاں بندہ اور بندہ نواز کے درمیان حجاب اُٹھ جائے۔ احسان کہلاتا ہے۔ اس کی ابتداء تقویٰ اور انتہاء وصل محبوب ہے۔ تقویٰ سامان وصل ہے اور احسان وصل کی نوید مسرت ہے''۔

☆ ''جسے یاد نبی ﷺ میں لذت ملی اور اس کو اس لذت میں اسیری ملی۔ اس اسیری میں فقیری ملی۔ اُسے دو جہان کی امیری مل گئی۔

☆ ''وہ کون سا تقویٰ ہے۔ جس کی بنیاد حُبِّ رسول ﷺ ہے تقویٰ کی انتہائی عشق رسول ﷺ ہے۔

☆ ہمیشہ چار چیزوں کی دعا کریں۔ ''صحت، عزت، رزق اور ایمان''

☆ سنا ہے اوور ٹائم کی مزدوری ہوتی ہے۔ اس لئے اوور ٹائم ضائع نہ کریں اس سے فائدہ اُٹھائیں قبل اس سے کہ ٹائم اوور ہو جائے۔ تہجد اوور ٹائم ہے۔

☆ اس جہاں میں ہر دکھ اور خسارے کا مقابلہ صبر اور برداشت سے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن قیامت کے نقصان اور دکھ کا مقابلہ صبر و برداشت سے نہیں کیا جاسکتا۔ اس کمی کو اسی جہان میں سجدوں کی کثرت سے پورا کیا جاسکتا ہے۔

محبت نسبت والوں کی ایک پہچان ہے۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنی اطاعت زیادہ ہوگی جتنی اطاعت زیادہ ہوگی اتنا تقویٰ زیادہ ہوگا۔ جتنا تقویٰ زیادہ ہوگا۔ قرب ملے گا جتنا قرب ملے گا اتنے پردے اُٹھیں گے جتنے پردے اُٹھیں گے اتنا عرفان بڑھے گا جتنا عرفان بڑھے گا اتنا ایمان بڑھے گا یہ سب طریقت کا فیضان ہے۔

☆ قربِ رسول ﷺ کا مرتبہ صرف باقی نہیں ہر لحہ عروج آشنا ہے۔ اس نعمت پر قائم رہنا بلند نصیب لوگوں کا حصہ ہے۔ قرب کی یہ نعمت ادب، سنت رسول ﷺ سے پیار اور درود شریف کی کثرت سے ملتی ہے۔

☆ کچھ لوگ محبوب کی یاد میں صبر کرتے ہیں پھر اس کا ذکر کرتے ہیں پھر اس نعمت کا شکر کرتے ہیں پھر سر جھکا کر انتظار کرتے ہیں پھر مولا کریم پردے اُٹھاتا ہے جب پردے اُٹھتے ہیں تو قرب ملتا ہے تو گویا اس راہ میں ابتداء صبر اور ذکر سے ہے وسط شکر اور انتظار ہے اور انتہاء استقامت پر ہے۔

☆ درویش وہ ہے جو سنتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کے اخلاق و کردار کی پابندی کے ساتھ زندہ ہو جو درویش اپنے اسلاف کے نقش قدم کا پابند نہیں وہ شعدہ باز تو

ہوسکتا ہے۔ فقیر نہیں ہوسکتا۔ درویشی ہر لمحہ متوجہ الی اللہ رہنے کا نام ہے۔

☆ سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت اور سنت کی پابندی اصل فقیری ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وابستگی رہنی چاہیے جن کی زندگی کی ہر ادا پر شریعت کا پہرا ہوا۔ تا کہ انسان اپنے لئے قبولیت اور دوسروں کے لئے راہنمائی کا سامان بنے۔

☆ اللہ تعالیٰ کسی کو عزت دے کر ڈھیل دے دے تو یہ خطرہ لازم ہے کہ اگر عزت عطا فرمانے کے بعد حفاظت بھی فرمائے تو اس کا کرم بالائے کرم ہے۔

☆ عطاء پر شکر کرو خطاء پر استغفار کرو۔ عطاء کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ منسوب کرو کہ یہ اس کی عطاء کردہ توفیق سے نصیب ہوئی۔ خطاء کو اپنے ساتھ منسوب کرو کہ یہ نفس کی شرارت سے سرزد ہوئی ہے۔

☆ انسان نیکوکار ہو یا گناہ گار استغفار سے کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ نیکی کے بعد استغفار اس لئے تا کہ تکبر پیدا نہ ہو اور گناہ کے بعد استغفار اس لئے کہ عذاب سے نجات ملے۔

☆ ایمان کے بعد انسان کی پہچان اس کا خلق اور اس کی وفا ہے۔ اخلاق، اخلاص وفاء سے ہی انسان ساری کائنات میں ممتاز ہوتا ہے۔ اور یہ تین صفاتِ ادب عشق و عبادت کے بدلے میں ملتی ہیں۔ لہٰذا جس درویش کے اندر یہ صفات موجود ہوں اس درویش کی مجلس دوسروں کو فائدہ دے سکتی ہے۔

☆ عزت، وقت، اقتدار اور اختیار تینوں ایک جگہ اکھٹے نہیں ہوتے اگر تینوں کسی ایک وجود میں یکجا ہو جائیں اور ان کی موجودگی میں اس شخص کو اللہ تعالیٰ سجدوں کی توفیق بھی دے دے تو ایسے شخص کو فرشتے بھی سلام کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کو ماننے والوں کے دو طبقے ہیں۔ ایک وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مان کر عبادت کرتے ہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود اور محبوب مان کر اس کی بندگی کرتا ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ معبود تو وہ شجر و حجر کا بھی ہے۔ فضا و خلا کا بھی ہے۔ صرف معبود جان

کر عبادت کرنا عام روٹین ہے۔ محبوب جان کر عبادت کرنا اور بات ہے۔ اس لئے کہ صرف معبود جان کر بندگی کرو گے تو کبھی اطاعت کرو گے۔ کبھی بغاوت، کبھی اپنی مرضی کرو گے اور کبھی اس کی بات پر عمل کرو گے اور جب محبوب جان کر بندگی کرو گے تو اپنا اختیار ختم کر دو گے۔ پھر تمام اختیار آپ کے محبوب کا ہو گا۔ ایسے شخص کو محبوب کی ناراضگی کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ محبت کے لئے محبوب کی ناراضگی حجاب ہے اور سب سے بڑا عذاب ہے۔ ایسے لوگ صوفیاء ہیں۔ اہل تصوف ہیں۔ تصوف کا سفر سراسر ادب و محبت کا سفر ہے۔
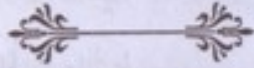
سلسلہ تصوف نقشبندی

1- سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین حضرت محمد ﷺ

2- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

3- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

4- حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

5- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

6- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

7- حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

8- حضرت شیخ بوعلی فارمیدی رحمۃ اللہ علیہ

9- حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

10- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

11- حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

12- حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

13- حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

14- حضرت خواجہ محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

15- حضرت شمس الدین سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

16- حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

17- حضرت خواجہ محمد علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

18- حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

19- حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

20- حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

منقبت بحضور قبلہ عالم جناب پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رب کی رحمت کا نظارا
پیا علاؤالدین ہیں
ہم سب کی آنکھوں کا تارا
پیا علاؤالدین ہیں

ڈال دی عادت ہمیں
ذکرِ رسول پاک ﷺ کی
جس نے یہ جذبہ اُبھارا
پیا علاؤالدین ہیں

اک نگاہ ناز سے
صدیقی رنگ میں رنگ دیا
جس کا ہے یہ فیض سارا
پیا علاؤالدین ہیں

لوحِ دل پر نقش ہے
صورت میرے لجپال کی
جان ہماری، دل ہمارا
پیا علاؤالدین ہیں

جس کا چہرہ دیکھ کے
یاد خدا آ جاتی ہے
دنیا میں وہ نور منارا
پیا علاؤالدین ہیں

رنج میں تکلیف میں
اور مایوسی کے دور میں
بن گئے وہ سب کا سہارا
پیا علاؤالدین ہیں

روز روشن کی طرح
روشن حقیقت ہے بلال
فضلِ ربی آشکارا
پیا علاؤالدین ہیں

ختمِ خواجگان نقشبند

ختم خواجگان ہر قسم کی حاجات، شفائے امراض اور مشکل کشائی کے لئے اپنے معمول میں رکھیں اور اگر مشکل حل نہ ہو تو چند ساتھی جمع ہو کر ایک ہی دن میں ختم خواجگان شریف (7) مرتبہ پڑھیں اور دعا کریں۔ ختم شریف حسب ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	100 مرتبہ
درود شریف	100 مرتبہ
سورۃ الفاتحہ	100 مرتبہ
سورۃ الم نشرح	100 مرتبہ
سورۃ اخلاص	1000 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا قَاضِيَ الْحَاجَات	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ أَغِثْنَا	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا مُفَتِّحَ الْأَبْوَاب	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ	100 مرتبہ
اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ	100 مرتبہ
درود شریف	100 مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰہُ ھُو اَللّٰہُ ھُو اَللّٰہُ ھُو

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

دربارِ فیضبار نیریاںؒ شریف (آزاد کشمیر)

محی الدین یونیورسٹی نیریاں شریف آزاد کشمیر

محی الدین میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر

محی الدین ہسپتال میرپور آزاد کشمیر

محی الدین جامع مسجد فیصل آباد پنجاب
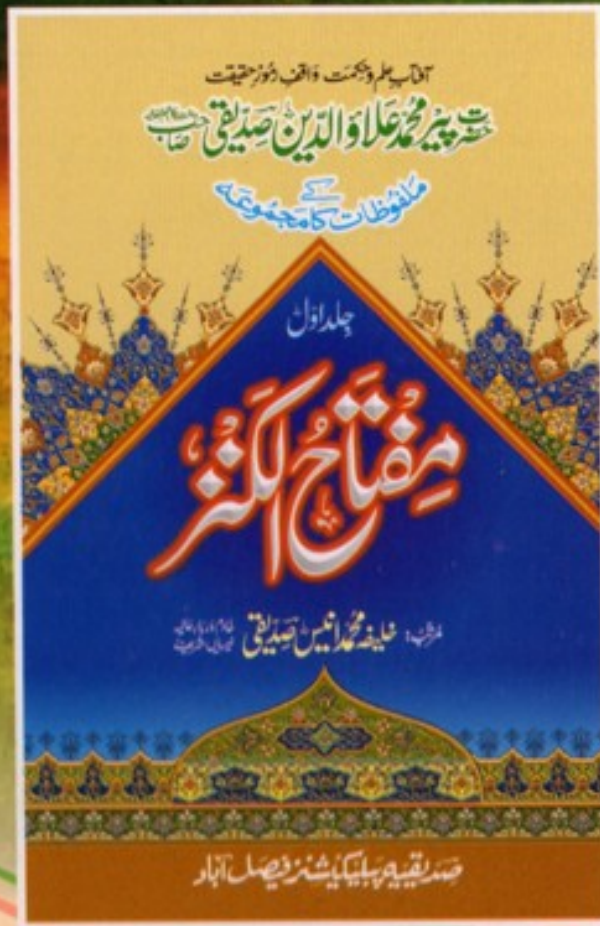
آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب
کے ملفوظات کا مجموعہ
جلد اوّل
مِفتاحُ الکنز
مرتب: خلیفہ محمد انیس صدیقی
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد
نورِ قرآن و حدیث سے منور ہونے کیلئے، تصوف کے اسرار و رموز سے آشنائی کیلئے
سیرت کی تعمیر، قلوب کی تطہیر، اعمال کی درستگی، عقائد کی پختگی کیلئے
مرشدِ کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
کے علمی و روحانی خطبات سے اکتساب فیض کیلئے
مجلہ محی الدین فیصل آباد
کا خود بھی مطالعہ فرمائیں
اور دوسروں کو تحفہ بھی دیں
برائے رابطہ
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد
0321-7611417